مستشرقین کے اہداف ومقاصد کا تحقیقی جائزہ

A research review of the goals and objectives of Orientalists

1. Dr. Muhammad Abid Nadeem
Postdoctoral Fellowship (IRI) International Islamic University (IIUI) Islamabad.
Email: dr.mabidnadeem@gcu.edu.pk

2. Dr. Muhammad Zia Ullah
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA&E, Lahore.
Email: zianoorani@gmail.com

3. Mufti Muhammad Ahmad Raza
Email: ahmadraza.at50@gmail.com
M.Phil. scholar (Islamic studies), NCBA&E, Lahore.

To cite this article

1. Dr. Muhammad Abid Nadeem, 2. Dr. Muhammad Zia Ullah
3. Mufti Muhammad Ahmad Raza ,Dr. July – Dec (2023) Urdu.

مستشرقین کے اہداف ومقاصد کا تحقیقی جائزہ

Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 227-237. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

مستشرقین کے اہداف ومقاصد کا تحقیقی جائزہ

A research review of the goals and objectives of Orientalists

Abstract

The impact of orientalists on the history of Islam cannot be underestimated, as it encompasses both positive and negative outcomes. Therefore, it becomes imperative to uncover the goals and reasons that attracted them to this movement. Furthermore, comprehending the struggles faced by these orientalists is unavoidable, considering the significant influence they exerted. Among the notable orientalists, Thomas Carlyle's life history and contributions are extensively discussed in this study, making it a valuable asset for students, teachers, and researchers seeking a deeper understanding of the subject matter.

Keywords : Orientalism, reasons, struggles, movements

تمہید

صلیبی اپنے حملوں میں جب شکست خوردہ ہوگئے، توانھوں نے اسلام اور مسلمانوں کو فکری محاذ پر آڑے ہاتھوں لینا شروع کردیا۔ چنانچہ انھوں نے مسلمانوں کو فکری اور ثقافتی لحاظ سے مفلوج کرنے کے لیے مسلمانوں کے دین کو پڑھنا شروع کردیا، اور یہیں سے تحریک استشراق شروع ہوگئی۔ انھوں نے نصوص میں تحریف کی، اور کبھی انہی نصوص سے اپنے خواہشات کے مطابق مطلب نکالنے شروع کردیے، یا پھر مسلمانوں کے مصادر اصلیہ کو تختہ مشق بنایا، چنانچہ تاریخ حدیث سے متعلق مسئلہ کو ادبی کتب سے اور فقہ سے متعلق مسئلہ کو تاریخ کی کتابوں سے، جبکہ تفسیر سے متعلق مسئلہ کو لغت کی کتابوں سے نقل کرنے لگے۔ لہٰذا میری نقل کردہ حدیث کو صحیح اور امام مالک کے نقل کردہ حدیث کو موضوع قرار دینے لگے۔

اسی تناظر میں انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق تمام علوم کو پڑھنا شروع کردیا۔ حکومتوں کی طرف سے حوصلہ افزائی، مصادر کی وافر مقدار، اور مکمل فراغت نے انہیں اس قابل بنادیا کہ وہ اپنے بحوث کو علمی رنگ دے سکیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی ثقافت میں رنگے ہوئے مسلمانوں کے لیے ان کی کتب اور بحوث مرجع کی حیثیت اختیار کرنے لگیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر مسلمان انہیں توجہ نہ دیتے تو یہ اپنے مقصد میں اس قدر کامیاب نہ ہوتے، چنانچہ (احمد امین) کی کتاب (فجر الاسلام) میں مسلمانوں میں سے منہج استشراق کے تلامذہ کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے [1]۔

1. مصطفی بن حسنی السباعی، الاستشراق والمستشرقون مالم وما علیم: ۲، دار اوراق للنشر والتوزیع المکتب الاسلامی، بیروت، ص234
Mustafa bin Husaini al-Siba'i, al-Istishraq wal-Mustashriqun: Maahum wa Maa 'alayhim (2), Dar Awraq lil-Nashr wal-Tawzi', al-Maktab al-Islami, Beirut ،P234.

مستشرقین کا امت اسلامیہ کی حیات میں بہت بڑا کردار ہے، جسکے ایجابی اور سلبی دونوں قسم کے نتائج ہیں۔ لہذا ان اسباب اور اہداف کو جاننا جسکی وجہ وہ اس تحریک کی طرف مائل ہو گئے بے حد ضروری ہے۔ اور اسی وجہ سے مستشرقین کے حالات اور کوششوں کو جاننا جن کی وجہ سے انھوں نے اس تحریک کو بام عروج تک پہنچایا، بھی ناگزیر ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی "تھامس کارلائل" ہے۔ اس مضمون میں اس کے حالات زندگی اور خدمات پر مختصر تبصرہ ہے۔

زیر نظر مضمون ایک مقدمہ اور دو بحثوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں استشراق کی تعریف، مستشرقین کی اقسام، استشراق کے مقاصد اور مستشرقین کے اثر رسوخ کے مقامات کا تذکرہ ہے۔

بحث اول میں موصوف کے حالات زندگی اور خدمات کا تذکرہ ہے۔ جبکہ بحث ثانی میں موصوف کی کتاب "Heroes and Hero worship" البطولۃ وعبادۃ الابطال.[2] پر مختصر تبصرہ ہے۔

مقدمہ

Orientalism اور Orientalist دونوں اصطلاحات ہیں جو لسانی لحاظ سے بہت پرانی نہیں ہیں۔ انگریزی زبان اور ادب میں ان کا استعمال ان کے مخصوص اصطلاحی معنی میں 18 ویں صدی کے آخر میں شروع ہوا۔ مستشرقین کی تحریک صدیوں سے متحرک تھی، لیکن اس کا کوئی باقاعدہ نام نہیں تھا۔ آربری کا کہنا ہے کہ اورینٹلسٹ کی اصطلاح پہلی بار 1630 میں مشرقی کلیسا کے ایک یونانی پادری کے لیے استعمال ہوئی تھی۔ یہ 1779 کے آس پاس انگلینڈ میں اور 1799 کے آس پاس فرانس میں مقبول ہوا اور جلد ہی مقبولیت حاصل کر لی۔ Orientalism کی اصطلاح سب سے پہلے 1838 میں فرانس میں شائع ہونے والی لغت میں شامل کی گئی تھی۔[3]

استشراق کیا ہے، مستشرقین کی اقسام، استشراق کے مقاصد واہداف اور ان کے اثر رسوخ کے مقامات جیسے اہم مسائل مقدمہ میں زیر بحث لائے جائینگے۔

استشراق کا تعارف

استشراق کی لغوی تعریف

ش، را، اور قاف روشنی اور کھولنے پر دلالت کرتا ہے[4]، طلوع آفتاب کو شروق الشمس کہا جاتا ہے،[5] اسی طرح ذوالحجہ کے دنوں کو ایام التشریق کہا جاتا ہے کیونکہ قربانی کے جانور سورج نکلنے کے بعد ذبح کیے جاتے ہیں[6]۔ طلوع آفتاب کی جگہ کو مشرق اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے[7]۔

---

2 عریب، مصطفی بن حسنی السباعی ص10

Areeb, Mustafa bin Husaini al-Siba'I .Pg 10

3 عمر بن ابراہیم رضوان، آراء المستشرقین حول القرآن الکریم وتغیرہ دراستہ ونقد، دار طیّبہ الریاض، ص55

Umar bin Ibrahim Ridwan, Ara' al-Mustashriqin Hawl al-Qur'an al-Karim wa Taghyiruh fi Isti wa Naqd, Dar Tibi'ah bi al-Riyadh, Page 55

4 حمد بن فارس الرازی، مجم مقاییس اللغۃ سادۃ, دار الفکر بیروت، ۱۹۷۹/۱۳۹۹,: شرق ۲۶۴: ص ۳

Hamad bin Fares al-Razi, Mu'jam Maqayis al-Lughah Saadah: Dar al-Fikr Beirut, 1979/1399. Sharh . 264Pg 3

استشراق کی اصطلاحی تعریف

غیر مشرقی لوگوں کا لسانیات مشرق، تہذیب، فلسفے، ادب اور مذہبی علوم میں مہارت کے لیے جدوجہد کا نام استشراق ہے [8]۔

مستشرقین کی اصطلاح سے مراد وہ کوششیں ہیں جو غیر مشرقی لوگوں کی طرف سے مشرق کی زبانوں، ثقافتوں، فلسفوں، ادب اور مذہبی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہیں۔ اسے نسلی اور ثقافتی برتری کے دعووں کی بنیاد پر مسلمانوں پر مغربی لوگوں اور عیسائی مغرب کے تسلط سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، جس کا مقصد مسلمانوں میں اسلام کے بارے میں گمراہ اور شکوک پیدا کرنا اور اسلام کو مسخ شدہ شکل میں پیش کرنا ہے۔ اس میں غیر جانبداری یا تحقیق کے دعووں کے بغیر مسلمانوں کے عقائد، قوانین، ثقافت، تاریخ، نظام اور وسائل کا مطالعہ شامل ہے۔

یہ تعریف بظاہر یہ بتاتی ہے کہ اس کا رخ مستشرقین کی طرف ہے جو اسلام اور مسلمانوں پر کام کرتے ہیں، جو کہ مکمل طور پر درست نہیں ہے، کیونکہ کوئی بھی غیر مشرقی شخص جو مشرقی علوم، مذاہب اور ثقافتوں پر کام کرتا ہے اسے عام طور پر مستشرقین کہا جاتا ہے۔ مستشرقین کی اصطلاح میں "Orient" کی اصطلاح کا کوئی جغرافیائی معنی نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد وہ خطہ ہے جہاں اسلام پھلا پھولا۔ اسے اسلامی ممالک اور عالم اسلام کی تشریح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مشرق کے تصور کے تحت، مستشرقین ان عملی کوششوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو پوشیدہ مقاصد کی نمائندگی کرتی ہیں اور جن کا اظہار بعض اوقات بعض ارادوں کو ظاہر کرتا ہے۔

استشراق ایک نظریہ ہے جو مغربی عالمی برادری کی رہنمائی میں اسلامی معاشرت اور فکری تاریخ کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ نظریہ کہتا ہے کہ مغربی ثقافتی ہدایت اور اصول کی اہمیت اور ان کی غیر جدید فہم کے اسلامی دنیا پر برتری کا اثر ہے۔ اس کے تحت، غربی عوام کو عقیدہ ہوتا ہے کہ ان کی تہذیب اور اصول انہیں مخصوص طور پر مسلمانوں کے سامنے بہتر فہمی دار ہیں۔

---

5 اسماعیل بن حماد الجوھری الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، دار العلم الملایین بیروت، الطبعۃ الرابعۃ: ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء، مادۃ: شرق ۱۵۰۱ص: ۴
Isma'il bin Hammad al-Jawhari, al-Sahah Taj al-Lughah wa Sahah al-Arabiyyah, Mada:, Dar al-Ilm al-Malayin Beirut, Fourth Edition: 1407 H / 1987 AD. Sharh 1501:Pg4

6 خلیل بن احمد الفراھیدی، کتاب العین، انشین والراہ: ۳۶، دار الھلال بیروت، ص ۵
Khalil bin Ahmad al-Farahidi, Kitab al-Ain, Anshin wal-Rah 5:36, Dar al-Hilal Beirut.Pg 5

7 محمد بن محمد مرتضی الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الکتب العلمیۃ بیروت، مادۃ: شرق: ۴۹۳ ص ۲۵
Muhammad bin Muhammad Murtada al-Zubaydi, Taj al-Arus min Jawahir al-Qamus, Mada: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah Beirut. Sharh 493,Pg 25

8 محمود حمدی ازقروق، الاستشراق والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاري، دار المعارف کورنیش قاہرہ، مصر، ص 19
Mahmoud Hamdi al-Quruq, al-Istishraq wal-Khilafiyah al-Fikriyah lil-Sira' al-Hadari: 19, Dar al-Ma'arif Corniche Cairo, Egypt.Pg 19

استشراق کی نقلیت یا غلط بیان کا نتیجہ ہوتا ہے جب غربی مصنفین اور پڑھا لکھا لوگ، مسلمانوں کی فہم اور تاریخ کو اپنی بنیادی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کی نظریات کا مقصد اکثر اسلامی اصولوں، شریعت، و فہم کو غیر معتبر اور بے اہم قرار دینا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کی فہم اور اعتماد کو متاثر کیا جاتا ہے۔

استشراق کی ایک اہم نمونہ برطانوی مصنف ایڈوارڈ سعید کی کتاب "مغرب کا علماء" ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے انگریزوں کے مسلمانوں پر غلط اثرات اور ان کی فکری پس منظر کو بیان کیا ہے۔

اسلامی دنیا میں استشراق کا اثر ہمیشہ رہا ہے، لیکن آج کی دنیا میں اس کا اثر اور بڑھ گیا ہے۔ اس دور میں، مسلمان فکری اور معاشرتی بحران کا سامنا کر رہے ہیں، جس کے باعث مختلف مغربی نظریات اور ان کے تجربات ان کی فہم میں خوش اثرات ڈال رہے ہیں[9]۔

مستشرقین کی اقسام

معتدل مزاج مستشرقین، متعصب مستشرقین اور پیشہ ور مستشرقین

مستشرقین کا رویہ ہر زمانے میں متفاوت رہا ہے۔ یہاں تین مختلف جوابات ہیں۔ پہلا، ان کے علم و تجربہ کی بات کرتے ہیں۔ مستشرقین کے علم و تجربے مختلف ہوتے ہیں۔ کچھ ان کے پس منظر مختلف معاشرتی، سیاسی، اور فکری مواقع کے تحت شکل اختیار کرتے ہیں۔ دوسرا، ان کے انداز استدلال کی طرح ہے۔ مختلف مستشرقین مختلف انداز میں اپنی تحقیقات کرتے ہیں اور اپنی رؤیا کو پیش کرتے ہیں۔ تیسرا، ان کی مذہبی حیثیت اور وابستگی بھی مختلف ہوتی ہے۔ کچھ مستشرقین مذہبی حیثیت سے آمادہ ہوتے ہیں جبکہ دوسرے غیر مذہبی یا ان سے متعلق ہوتے ہیں۔ ان کی انسلاک بھی مختلف ہوتی ہے، جیسے کہ مختلف سیاسی یا فکری گروپس کی انسلاک کے ذریعے۔ ان تمام عوامل کی بنا پر، مستشرقین کے فکر و فن اور تحقیق و تالیف کا معیار بھی مختلف ہوتا ہے۔ اس لیے، مستشرقین کے کام کو مختلف اقسام اور طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے، جس میں کچھ لوگ اہم اور موثر کام کرتے ہیں، جبکہ دوسرے مذموم ہوتے ہیں۔

1. معتدل مزاج مستشرقین:

یہ مستشرقین وہ ہیں جو مسلمان نہیں تھے اور ان کے آبائی ادیان کا اثر نہیں تھا۔ ان کی تحقیروں میں غلطیاں ہوتی ہیں، لیکن وہ اسلام، محمد اور اسلامی تعلیمات کو بھی خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں۔

2. متعصب مستشرقین:

اس طبقے میں وہ مستشرقین شامل ہیں جو بے لاگ اور غیر جانبدار نہیں ہوتے، اور ان کا مقصد اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنا ہے۔ ان کے انداز میں بھی مختلف تبدیلیاں آئی ہیں اور یہ تعصبات بڑھ گئے ہیں۔

---

9 علی بن ابراهیم النملیہ مصادر المعلومات عن الاستشراق والمستشرقین، مکتبۃ الملک فهد الوطنیۃ ١٤١٤ھ/١٩٩٤ص 15

Ali bin Ibrahim al-Namliyah, Masadir al-Ma'lumat 'an al-Istishraq wal-Mustashriqin, Maktabah al-Malik Fahd al-Wataniyah, 1414 H / 1994.Pg15

3. پیشہ ور مستشرقین:

یہ مستشرقین جو جامعات، تحقیقی ادارے، مجلات، اور ٹیلی ویژن میں ملازمت حاصل کرتے ہیں اور ان کا کام عموماً سیاسی اور مذہبی تعصبات پر مبنی ہوتا ہے۔ ان میں برطانوی ہند میں انگریز عہدہ داروں کا مثال ہے جو اسلاموفوبیا پیدا کرنے میں مشغول ہیں۔

مستشرقین کے اہداف و مقاصد

مستشرقین کے مختلف مقاصد تھے، مثلاً:

دینی اھداف و مقاصد:

استشراقی تحریک اسلام کے راستے میں بند باندھنے کی کوششوں کا حصہ ہے، جس کے پروان چڑھنے میں دینی مقاصد کا اہم کردار ادا کر رہے تھے۔ یہ تحریک استشراق کے طویل سفر میں مندرجہ ذیل امور اس کے ساتھ تھے:

• نبی کریم کی رسالت کے صحیح ہونے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا:

اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے صحیح ہونے میں شک و شبہات پیدا کرنے کا منصوبہ تھا، اور اس میں احادیث نبویہ کو مسلمانوں نے قرون ثلاثہ میں ایجاد کیا ہے یہ دعوت ہوتی تھی۔ قرآن کریم کے صحیح ہونے میں بھی شک و شبہات پیدا کرنا، اور قرآن کریم میں طعن و تشنیع کرنا بھی اس کا ہدف تھا۔

• اسلامی فقہ کی وقعت کو کم کرنا اور رومن فقہ باور کرانا:

اسلامی فقہ کی اصالت کم کرنے اور اسے رومن فقہ باور کرانے کی کوششیں بھی تحریک کا حصہ تھا۔

• عربی زبان کو ختم کرنا:

عربی زبان کو ختم کرنے اور اس پر شکوک انگیز دعوتیں دینے کا منصوبہ بھی اس تحریک کا حصہ تھا، اور اس میں یہ بھی دعوت دی جاتی تھی کہ عربی زبان زمانے کی ترقی کا ساتھ نہیں دے سکتی ہے۔

• اسلام کی اصل یہودیت اور نصرانیت کو قرار دینا:

اسلام کو یہودیت اور نصرانیت کا حصولی قرار دینے کی کوششیں بھی تحریک کا حصہ تھا۔

• تبلیغ کرنا اور مسلمانوں کو عیسائی بنانا:

مسلمانوں کو عیسائی بنانے اور اپنے افکار و نظریات کی تقویت کے لیے موضوع احادیث کا سہارا لینا بھی اس کا منصوبہ تھا۔

• اسلام کی حقانیت اور اسلام کے ساتھ اہل اسلام کی جذباتی لگاؤ کو کم کرنا:

اسلام کی حقانیت اور اہل اسلام کے ساتھ جذباتی لگاؤ کو کم کرنے کے لئے مناسب دلائل تلاش کرنا بھی تحریک کا مقصد تھا۔

• اقوام عالم میں اسلامی پھلاو کو روکا جائے:

اقوام عالم میں اسلامی پھلاو کو روکنے کی کوششیں اور مشترکہ سرگرمیوں کو منظم اور مربوط کرنے کا منصوبہ بھی تحریک کا حصہ تھا۔

تحقیقی اور علمی اہداف و مقاصد۔

علم کی خدمت کا جوش مستشرقین کی تمام سائنسی اور تحقیقی کوششوں کے پیچھے محرک نہیں ہے۔ بلکہ علم کے حصول میں اسلام کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ اصول تمام مستشرقین پر لاگو نہیں ہوتے۔ ان میں وہ شخصیات بھی ہیں جن کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے تحقیق کی خار دار وادیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے صرف علم کے شوق سے کارفرما اپنی زندگی علم کی تلاش اور اس کی خدمت کے لیے وقف کر دی ہے۔

اسلامی مضامین کے بارے میں ان کے علم کی بنا پر بعض ایسے بیانات سامنے آئے ہیں جن میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منصفانہ رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان کی تحریروں میں بہت سے غلط بیانات موجود ہیں، لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی فرد مسلمان نہیں ہے اور اس کے پاس ایسی کتابوں کا ذخیرہ نہیں ہے جن میں اسلام کے خلاف تعصب کا زہر موجود ہو۔ لٰہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ایسے شخص سے ایسی غلطیاں ہو جائیں۔

مالی اور اقتصادی اہداف و مقاصد

مستشرقین کے ذہن میں صرف سائنسی اور مذہبی مقاصد ہی نہیں تھے بلکہ تجارتی اور مالی مقاصد بھی تھے۔ اس کی وجہ سے وہ مشرقی زبانوں کے مطالعہ اور مشرق کے دیگر حالات پر توجہ دینے لگے۔ اہل مغرب بالخصوص اطالویوں کے مشرقی ممالک کے ساتھ قدیم تجارتی تعلقات تھے۔ اہل مشرق کے ساتھ اپنے تجارتی لین دین کو آسان بنانے کے لیے وہ عربی زبان کی تعلیم کو ضروری سمجھتے تھے۔ ان کوششوں کا نتیجہ وہ تجارتی معاہدہ تھا جو 1265 میں تیونس کے تاجروں اور اٹلی کے شہر بیرہ کے درمیان عربی میں لکھا گیا تھا۔

مستشرقین کے نزدیک سائنسی اور مذہبی مقاصد کے ساتھ تجارتی اور مالی مقاصد بھی تھے۔ نتیجے کے طور پر، وہ مشرقی زبانوں اور مشرق کے دیگر پہلوؤں کے مطالعہ میں دلچسپی رکھتے تھے. مغربی ممالک بالخصوص اطالویوں کے مشرقی ممالک کے ساتھ قدیم تجارتی تعلقات تھے۔۔ ان کوششوں کا نتیجہ 1265 میں تیونس اور اٹلی کے شہر بیرا کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ تھا جس کی دستاویز عربی زبان میں کی گئی تھی۔

سیاسی اہداف و مقاصد

مستشرقین کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مسلمانوں میں بھائی چارے کے جذبات کو ختم کیا جائے اور ان میں تفرقہ پیدا کیا جائے تاکہ ان پر غلبہ حاصل کیا جا سکے۔ نو آبادیاتی طاقتوں نے ہمیشہ اپنے ایجنٹوں کو نو آبادیاتی ممالک کی زبان، رسم و رواج اور مذاہب کی تحقیق کا کام سونپا ہے تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ ان علاقوں میں حکومت کی باگ ڈور کس طرح کنٹرول کی جائے۔ اس لیے "لارنس براؤن" نے اپنے مستشرقین جذبات کا اظہار اس طرح کیا: اسلامی نظام کو اصل خطرہ اس کے پھیلاؤ اور اس کی طرف لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی صلاحیت میں ہے، اور یہی مغربی استعمار کی راہ میں واحد رکاوٹ ہے۔ پوری تاریخ میں، استعماری طاقتوں نے ہمیشہ اپنے ایجنٹوں کو نو آبادیاتی قوموں کی زبان، رسم و رواج اور مذاہب کا مطالعہ کرنے کا کام سونپا ہے، تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ لوگوں کے ساتھ کس طرح جوڑ توڑ اور ان علاقوں میں اپنی حکمرانی قائم کی جائے۔ لٰہذا "لارنس براؤن[10]" نے اپنے مستشرقین کے جذبات کا اظہار اس طرح کیا: اسلامی نظام کو اصل خطرہ اس کی توسیع اور اس کی طرف لوگوں کو راغب کرنے کی صلاحیت میں ہے۔ مغربی استعمار کی راہ میں یہ واحد رکاوٹ ہے۔

---

10 عبد القھار العانی، الاستشراق والدراسات الاسلامیہ: دار الفرقان، عمان، ۱۴۲۱/۲۰۰۱، ص29

Abdul Qahhar al-Aani, al-Istishraq wal-Dirasat al-Islamiyah ,Dar al-Furqan, Oman, 1421 / 2001.Pg 29

پھیلاؤاور اثرورسوخ کے مقامات

دراصل استشراقی تحریک، استعمار و نصرانیت کی خدمت کے لیے مسخر تھی اور آخر میں یہودیت اور صیہونیت کی بھی خادمہ بن گئی۔ان تمام قوتوں کا ہدف مشرق اسلامی کو کمزور کرکے براوراست یا بالواسطہ اس پر تسلط جماناہے۔

مغرب ایک مناسب سرزمین ہے جہاں مستشرقین پھلتے پھولتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر مستشرقین جرمنی، برطانیہ، فرانس، نیدرلینڈز اور ہنگری کے باشندے ہیں۔کچھ مستشرقین اٹلی اور سپین میں بھی ابھرے ہیں۔

-سچ تو یہ ہے کہ مشرقیت کا سورج امریکہ میں زیادہ چمکا،اس لیے امریکہ میں مستشرقین کے بہت سے مراکز ہیں۔

-مغربی حکومتوں، کمپنیوں، کمیٹیوں، اداروں اور گرجاگھروں نے مستشرقین کی تحریک کی حمایت اور توثیق کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی ہے،اور انہوں نے یونیورسٹیوں میں مستشرقین کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مستشرقین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔

-خلاصہ یہ کہ مستشرقین تحریک استعمار اور عیسائیت کی خدمت کے لیے وقف تھی اور آخر کار یہ یہودیت اور صیہونیت کی خادم بن گئی۔ان تمام طاقتوں کا حتمی ہدف مشرق وسطیٰ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ کمزور کرنا اور غلبہ حاصل کرنا ہے۔

بحث اول

مشہور معتدل مزاج مستشرق "تھامس کارلائل "اسکاٹ لینڈ کے رہنے والے تھے۔آپ بیک وقت مصنف، مضمون نگار، مؤرخ، ریاضی دان، طنز نگار،اور استاذ تھے۔4دسمبر 1795 کو پیدا ہونے والے یہ مشہور فلسفی مستشرق اپنے وقت کے سب سے زیادہ اہم سماجی مفسرین میں سے تھے۔

تھامس کارلائل اپنی زندگی کی ابتداء میں پادری اور راہب بننا چاہتے تھے۔بعد میں اس خیال کو اگرچہ ترک کردیا، لیکن پھر بھی ساری عمر ایک مذہبی واعظ کی طرح گزاری، ایک صاحب طرز واعظ ہونے کے ناطے اس کا نظریہ تھا، کہ کام ہمیشہ انسان کو پہنچنے والی مصیبتوں اور بیماریوں کا علاج ہے۔اس کا یہ بھی نظریہ تھا، کہ تاریخ عالم دنیا کے بڑے لوگوں کی سیرت ہی کا نام تھامس کے والد غریب تھے، لیکن باپ کی غربت تھامس کے علم حاصل کرنے میں روکاٹ نہیں بنی، قابلیت ابتداء سے عیاں تھی، چنانچہ جب پندرہ سال کے ہوگئے، تو یونیورسٹی آف ایڈنبرا میں داخلہ لے لیا۔وہاں گریجویٹ کرنے کے بعد ریاضیات کے استاذ مقرر ہوگئے۔1819ء میں کارلائل دوبارہ جامعہ ایڈنبر میں قانون پڑھنے کے لئے آگیے، قانون پڑھنے کے بعد کارلائل کو ادبی ذوق لگ گیا، لہذا اپنی ادبی زندگی شروع کرنے کے لئے جرمن سوچ کا مطالعہ کرنے لگے، اپنے ادبی شوق کو مزید تقویت دینے کے لئے، 1823ء میں لندن میگزین" میں جرمن شاعر"chelor" کے بارے میں مضامین کا ایک سلسلہ شروع کردیا۔مزید ترقی کیلئے اگلے سال نیلسن، montesguieاور"Montaigne" کی سوانح عمری لکھنے لگا۔1826ء میں "جین ویچ" سے شادی کرنے کے بعد چھ سال تک کارلائل نے اخلاقی فلسفہ کا گہرا مطالعہ کیا،اورresatus" نامی کتاب میں اپنے خیالات پیش کیے،اس کتاب میں کارلائل کے خیالات ایسے تدریجی انداز میں مذکور ہیں، کہ گویا یہ اس کی سوانح عمری ہے۔1834ء میں کارلائل نے چیلسی کے پڑوس میں رہنے کا ارادہ کیا، تو اپنی بیوی کے ساتھ وہاں رہنے کے لئے منتقل ہوگئے۔اور یوں کارلائل لندن کے اس محلے میں رہنے لگے۔جہاں فنکار

رہتے تھے۔ موصوف نے اپنی "86" سالہ لمبی عمر کے بقیہ ایام وہاں گزارے[11]۔ کارلائل صاحب طرز مصنف بھی تھے۔ انقلاب فرانس کی تاریخ پر کتاب لکھی۔ جس کا عربی ترجمہ التاریخ الثورة الفرنسیه" ہے۔ 1837ء میں جب یہ کتاب منظر عام پر آگئی، تو اس نے کارلائل کو تاریخ میں روشن ستارہ بنادیا۔ اس کتاب سے فارغ ہونے کے بعد 1837ء سے 1841ء تک مختلف لیکچر زدیئے۔ ان تمام محاضرات کو "الادب الالمانی" کا نام دیا گیا۔

ان محاضرات میں سے اہم کو کارلائل نے On Heroes And Hero Worship And The Heroic In History نامی کتاب میں جمع کر دیا. جسکا عربی ترجمہ " البطولة وعبارة الابطال " کے نام سے منظر عام پر آگیا۔ اس کتاب نے کارلائل کو معتدل اور منصف مزاج مستشرقین کے صف میں کھڑا کر دیا۔ اس کتاب میں کیا ہے اس پر آئندہ سطور میں تبصرہ ہوگا۔

1843ء میں سیاسی مشکلات اور موضوعات پر بحث کرنے کے لئے ایک کتاب لکھی۔ جو " الماضی والحاضر " کے نام سے عربی میں موجود ہے۔ اس کتاب میں کارلائل نے عوامی حقوق اور انہیں حاصل کرنے کے موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور ساتھ ساتھ کارلائل نے ایک مضبوط اور عقل مند حکمران طبقے کی ضرورت پر زور دیا۔

اسی سال یونیورسٹی آف ایڈنبرا کے سر کے لقب سے نوازے گئے۔ اس وسیع کامیابی اور شہرت کے بعد کارلائل 1866ء میں آرام کی غرض سے گوشہ نشین ہو گئے۔ اس وقت اس کی عمر 70 برس تھی، اور بیوی بھی وفات پا گئی تھی۔

مختلف میدانوں میں قلمی گھوڑے دوڑانے کے بعد 1874ء میں ملکہ وکٹوریہ کارلائل کو "lord" کا لقب دینے لگی، تو کارلائل نے بڑی شائستگی سے اس اعزاز کو قبول کرنے سے معذرت کرلی، اور ملکہ کے وزیر اعظم پر یہ بات واضح کر دی کہ یہ لقب میری صلاحیت میں اضافہ نہیں کر سکتی۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے کہنے لگے "کہ بڑے القاب اچھے نہیں لگتے "اس لئے کہ 80 سال عمر کے بعد قابل اعتبار چیزوں کی مجھے ضرورت نہیں۔ کوئی نہیں جانتا، کہ کارلائل نے جب روسی وزیر اعظم سے "آرڈر آف میرٹ "کا لقب لیا، تو ملکہ کے لقب کو کیوں منع کیا[12].

بحث ثانی

اس زمانے میں جب اسلام اور محمد کے نام پر چاروں جانب واطراف سے حملے ہو رہے تھے۔ کارلائل نے رسول اللہ کے بارے میں وہ حقیقت بیان کی جس کے صرف سننے کی بھی مستشرقین میں تاب نہیں تھی۔

تھامس کارلائل نے اپنی کتاب "heroes and hero worship" میں ان شخصیات پر تبصرہ کیا ہے، جنہوں نے زندگی کے کسی شعبے میں متاثر کن کردار ادا کیا ہو۔ جس شخص نے جس میدان میں کمال کا مظاہرہ کیا ہو، کارلائل نے اُس شخص کو اس میدان کا "ہیرو" قرار دیا ہے۔ چنانچہ کارلائل نے نبوت کے میدان کا مرد کامل حضرت محمد کو قرار دیا ہے۔ اور عنوان یوں رکھا:

---

[11] علی بن ابراھیم النملیہ مصادر المعلومات عن الاستشراق والمستشرقین، مکتبة الملک فھد الوطنیة ١٤١٤ھ/١٩٩٤ء۔ ص 15
Ali bin Ibrahim al-Namliyah, Masadir al-Ma'lumat 'an al-Istishraq wal-Mustashriqin, Maktabah al-Malik Fahd al-Wataniyah, 1414 H / 1994.Pg 15

12 معجم اسماء المستشرقین، حرف الکاف: ٥٤٨.

Mu'jam Asma' al-Mustashriqin, Harf al-Kaf: 548.

"Hero as a Prophet"اور عربی میں اس کتاب کے ترجمے میں مذکورہ عنوان یوں ہے "البطل نبیا محمد "اس کتاب میں کارلائل نے ہر میدان میں دو یا دو سے زیادہ شخصوں کو ہیرو قرار دیا ہے، لیکن دو میدان ایسے ہیں، جہاں کارلائل کو ایک ایک شخص کے علاوہ کوئی قابل ذکر شخصیت نہ مل سکی، چنانچہ عربی مترجم نے دین اور الہ کے میدان میں عنوان یوں لگایا ہے "البطل الہا اسطوریا "اور نبوت کے میدان میں اس کا عنوان یوں ہے "البطل نبیا محمد " لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے، کہ اسطوری ایک افسانوی اور خیالی شخصیت تھے۔ لہٰذا ایک میدان میں "بطولیہ "کا سہرا جس ایک شخصیت کے سر کارلائل نے باندھا ہے، وہ حضرت محمد ا ہے۔ گویا محمد بطل الابطال ہو گئے۔

اس کتاب کے مضامین میں سے رسول اکرم پر لکھے گئے مضمون کو الگ کتاب میں چھاپا گیا ہے، اور اس کا نام ہے: محمد المثل الا علی۔ اس کتاب میں کارلائل نے سیرت کے بارے میں وہ باتیں بیان کی ہے کہ مغرب کہ لئے بھی حیران کن تھی۔

ایک جگہ بیان کرتے ہوئے کارلائل یوں رقم طراز ہے: سب سے بڑی شرم کی بات یہ ہے، کہ کوئی پڑھا لکھا آدمی اس بات کی طرف دھیان دے دیں کہ محمد (العیاذ باللہ) دھوکہ باز اور جھوٹے تھے۔ اور اب ہمیں چاہیے کہ اس قسم کے اقوال کو رد کر دیں، اسلئے کہ رسول اللہ کا دین بارہ صدیوں سے دو ارب انسانوں کیلئے چمکتے سورج کی مانند ہے، وہ بھی ہماری طرح انسان ہے۔ تو پھر کیا کوئی یہ گمان کر سکتا ہے، کہ ایک جھوٹے اور دھوکہ باز دین پر اتنے لوگ اتنے عرصے کے لئے قائم رہ سکتے ہیں، کہ ان کا جینا مرنا اس دین کے ساتھ ہوں۔ میں (کارلائل) تو کبھی بھی اس گمان اور سوچ کا قائل نہیں ہو نگا، اگرچہ یہ سوچ جتنا بھی عام ہو جائے۔

مزید لکھتے ہیں:

یہ کیسے ممکن ہے، کہ ایک جھوٹا دین بارہ صدیوں تک قائم ہو، اور اسکے ماننے والے اور عمل کرنے والے دو ارب انسان ہوں۔ اس دین کو ختم ہونا چاہیئے تھا۔ اور اس عمارت کو تو منہدم ہونا چاہئے تھا۔"

:کچھ آگے رقم طراز ہے

"ہم تو محمدؐ کو کبھی بھی جھوٹا اور متصنع آدمی قرار نہیں دے سکتے۔ وہ ایسا آدمی نہیں تھا کہ بادشاہت اور سلطنت جیسی چھوٹی موٹی چیزوں کا متمنی ہوں۔"

اور ایک جگہ تو حد کر دیا اور اہل مغرب کو ششدہ کر دیا۔ لکھتے ہیں:

"محمد نام ایسے شہاب ثاقب تھے، جس نے پوری دنیا کو منور کر دیا۔"

آگے جا کر رسول اللہ کے صدق اور امانت والے وصف کی یوں تشریح کرتے ہیں

"محمد ایک فکر مند نوجوان تھا اسکے ساتھی اسے امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ ایسا آدمی جو اپنے اقوال اور افعال دونوں میں صادق ہوں۔ اسکے ساتھی جانتے تھے، کہ اسکے منہ نکلا ہوا ہر ہر لفظ حکمت اور بلاغت سے مزین ہوتا ہے۔"

دنیاوی طمع اور لالچ سے مبرا ہونے کے بارے میں کارلائل کا بیان یوں ہے:

"متعصب نصاری اور ملحدین کا خیال ہے کہ محمد کا مقصد ذاتی شہرت اور جاہ و جلال تھا۔ اللہ تعالی کی قسم اس عظیم آدمی کے دل میں کوئی دنیاوی لالچ اور طمع نہیں تھا۔"

محمد کے شہوات سے بری ہونے کے بارے میں کارلائل کا تجزیہ یہ ہے:

"ہم کس قدر غلطی پر ہونگے، اگر ہم اس بات کے قائل ہو جائے کہ محمد شہوت پرست تھے۔ حالانکہ وہ اپنے کھانے، پینے، لباس اور تمام امور میں ایک متواضع شخصیت تھے۔ صرف روٹی اور پانی پر گزارہ کرنے والے اس فاقہ مست پیغمبر کے گھر میں دو دو ماہ تک چولھا نہیں جلتا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے کپڑوں کو سینے والے نبی میں فخر اور تکبر کہاں سے آسکتا ہے۔ اگر آپ میں تھوڑی سا بھی تکبر ہوتا تو سخت مزاج عرب 23 سال تک اس کے تابع ہر گز نہیں ہوتے، میرا تو اپنا یہ خیال ہے، کہ اگر محمد کی جگہ قیصر اپنے جاہ و جلال کے ساتھ انکے سامنے ہوتا، تو وہ ہر گز قیصر کے اس قدر تابع نہ ہوتے، جس قدر وہ محمد کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ اس کو عظمت کہتے تھے، اور ابطال (heroes) اس طرح ہوتے ہیں۔"

یہودی ہونے کے باوجود اپنے پیشواؤں کو چھوڑ کر کارل لائل نے رسول کریم کو اپنے موضوع میں بطور ہیرو منتخب کر کے اس مغرب زدہ لوگوں حیران کر دیا جو ابھی آپ کو ایک ناگفتہ بہ وصف سے متصف کرنے کے عادی تھے۔ اس سے جہاں یہ بات سامنے آئی کہ ہر معاشرے میں چند افراد معتدل ذہنیت کے ہوتے ہیں وہی اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالی اس دین کی تائید کسی مشرک سے بھی کرتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)